طاعون

از: اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون

۱۳۲۵ھ

طاعون

اور

متعدی بیماریوں سے مفر کیوں

تصنیف

اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت محمد قادری نوری

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

فون: ۳۷۰۲۲۹۶

Rs. 10/-

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۲۴

نام کتاب ______ طاعون

مصنف ______ اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر ______ رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سن اشاعت ______ سنہ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت ______ رضا آفسٹ بمبئی ۳

تعارف

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (ایم اے)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا یہ رسالہ بنام تاریخی " **تمسر الملعون للسکن فی الطاعون** " پہلی بار ۱۳۲۵ھ سے چھپا۔ یہ رسالہ دراصل ایک بزرگ مولانا محمد نفیس صاحب۔ نگرام۔ ضلع لکھنؤ (انڈیا) کے استفسار پر لکھا گیا تھا۔ مولانا موصوف نے " طاعون " (Plague) کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے لوگوں کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں فرار ہونے پر فاضل بریلوی کی رائے طلب کی تھی۔ اگرچہ یہ مسئلہ ایک طبی اور میڈیکل تحقیقات کا تھا مگر سائل نے ڈاکٹروں، طبیبوں اور تحفظاتی اداروں سے رجوع کرنے کی بجائے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور یہ معلوم کرنا چاہا کہ ان حالات میں جب طاعون کی ہولناکیوں اور تباہ کاریوں سے شہروں کے شہر موت کی وادی میں جا رہے ہوں اس سے بچاؤ کی کیا تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔ پھر اسلامی معاشرت میں طاعون جیسی جان لیوا بیماری اور دوسری وبائی اور متعدی بیماریوں کے سلسلے میں کیا تدابیر اختیار کرنا چاہئیں۔

اگرچہ آج اس مسئلے کی اہمیت ختم ہو چکی ہے اور میڈیکل سائنس کا دعویٰ ہے کہ اس نے کائنات ارضی کے تمام خطوں سے طاعون اور چیچک جیسی تمام بیماریوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس کے باوجود ہم اس رسالے کو شائع کر کے لوگوں تک پہنچانے کی اس لئے کوشش کر رہے ہیں تاکہ اہل فکر و نظر غور کریں کہ اگرچہ آج طاعون کا خاتمہ ہو چکا ہے مگر " ایڈز " اور " کینسر " جیسی مہلک اور جان لیوا بیماریاں ابھی تک انسانی زندگیوں سے کھیل رہی ہیں۔ اور دنیائے سائنس اپنی میڈیکل فیلڈ میں بے پناہ ترقی کرنے کے باوجود ان کے علاج میں بے بس ہے۔ اسلام ایسی بیماریوں کا سامنا کرنے اور بیماروں سے حسن سلوک کرنے کا جو سبق دیتا ہے وہ دوسرے مذاہب میں نہیں ملتا۔

انسانی بیماریوں پر تحقیق کرنے والوں نے لکھا ہے کہ طاعون جیسی ہولناک بیماری کا آغاز یہودیوں کی معاشرتی گندگی سے ہوا تھا آج بھی " ایڈز " جیسی مکروہ اور خطرناک بیماری بھی سب سے پہلے یہودی معاشرے سے پیدا ہوئی ' اسی کے افراد اس وحشناک بیماری کا نشانہ بنے اور اب یہ دنیا کے مختلف حصوں میں اپنے بھیانک اثرات سے انسانوں کو نگل رہی ہے ۔ اس بیماری کے سامنے دنیائے میڈیکل سائنس بے بس نظر آتی ہے ۔

" طاعون " کی تاریخ کا زمانہ غالباً انسانی تاریخ کی یادداشتوں سے بھی قدیم ہے ۔ یہ اپنی تباہیوں اور ہولناکیوں کی وجہ سے نسل انسانی پر وقتاً فوقتاً تباہی مچاتی رہی ہے۔ بیماریوں پر تحقیق کرنے والے محققین نے لکھا ہے کہ طاعون دراصل چوہوں کی بیماری ہے جو وباء بن کر انسانوں پر مسلط ہو جاتی ہے۔ اگر کسی شہر یا بستی میں ایک چوہا بھی طاعون زدہ ہو جائے تو وہ اپنے جراثیم انسانوں تک پہنچا کر تباہی کا پیغام بن جاتا ہے ۔ پھر یہ بیماری شہروں ' قصبوں اور دیہات میں پھیلتی چلی جاتی ہے اور انسانوں کو لقمہ اجل بناتی چلی جاتی ہے۔ حکماء لکھتے ہیں کہ " طاعون " کے آغاز میں انسان تیز بخار میں مبتلا ہوتا ہے ' سر میں تیز درد اٹھتا ہے ' جی متلانے لگتا ہے ' بیہوشی اور اعضاء شکنی تک نوبت پہنچتی ہے ' بغل ' ران اور جسم کے دوسرے نازک اعضاء پر گلٹی نکل آتی ہے پھر یہ گلٹیاں چند دنوں میں بدن کے سارے خون کو گندہ کر دیتی ہیں جس سے انسان موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

" طاعون " کے چھوٹے چھوٹے جراثیم (پسو) چوہوں کے چمڑے میں پیدا ہوتے ہیں ' اس کا خون چوس کر طاقت ور ہو جاتے ہیں ' ان جراثیم (پسو) سے ایک طرف چوہے مرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے بدن کے سارے پسوؤں کو دوسرے چوہوں تک پہنچا جاتے ہیں ' ایسے چوہے تیزی سے انسانی بستیوں میں پھیل کر ان جراثیم کو پھیلانے کا سبب بنتے ہیں ' چوہوں کے جسم سے اڑ کر یہی پسو انسانی جسم پر پہنچتے ہیں اور اپنی کاٹ سے انسانوں کو طاعون زدہ کر دیتے ہیں ۔ پھر یہی انسان جب ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا ہے تو وہ ان جراثیم کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا

ہے اس طرح ہزاروں انسان طاعون کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

انسانی تاریخ طاعون کی ہولناکیوں سے بھری پڑی ہے ۔ لاکھوں انسان دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ اجل بن جاتے ہیں ' شہروں کے شہر اور بستیوں کی بستیاں خالی ہو جاتی ہیں اور قبرستان بھر جاتے ہیں ۔ بعض اوقات ایک ایک گھر سے دس دس لاشیں بیک وقت اٹھتی ہیں اور ایک ایک کوچ سے پچاس پچاس جنازے قبرستان کی طرف روانہ ہوتے ہیں ۔ اگرچہ اس بیماری نے دنیا کے کسی خطے کو نہیں بخشا مگر برصغیر میں مغلوں کے دور اقتدار میں جب جہانگیر بادشاہ تخت نشین تھا وسطی ہندوستان میں ایک لاکھ جانیں لقمہ اجل بن گئیں ۔ انگریز آیا تو 1868ء میں برصغیر میں زبردست طاعون کا ایک طوفان آیا ۔ کانگڑہ سے لے کر پشاور تک کا علاقہ طاعون کی لپیٹ میں آگیا اور ایک لاکھ ستر ہزار انسان لقمہ اجل بن گئے اگرچہ برصغیر کے مختلف حصے وقتاً" فوقتاً" طاعون کی زد میں آتے رہے تھے مگر یہ تباہی برصغیر کی تاریخ میں ہولناک تباہی تھی ۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی ہندوستان کے شہروں میں طاعون کا حملہ ہوتا رہا۔ آپ سے مسئلہ کی نوعیت دریافت کی گئی تو آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور زیرِ نظر کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر سامنے آئی ' یہ کتاب ایک عرصہ سے نایاب تھی ' اسلامی معاشرت کے ساتھ ساتھ میڈیکل سائنس کے مختلف حلقوں میں اس کتاب کی افادیت یقیناً محسوس کی جائے گی اور اسلامی نقطہ نظر کو معلوم کرنے والے اطباء ضرور دلچسپی سے مطالعہ کریں گے ۔

" مرکزی مجلس رضا لاہور " نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نادر کتابوں کی اشاعت اور تقسیم کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے یہ کتاب بھی اس سلسلے کا ایک حصہ ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو آسان سے آسان انداز میں پیش کیا جائے ۔ جگہ جگہ پیرا بندی کر دی گئی ہے ۔ عنوانات قائم کئے گئے ہیں ' پھر جن آیات ' احادیث اور عربی عبارات کا پہلے ایڈیشن (مطبوعہ اہلسنّت و جماعت بریلوی) میں ترجمہ نہیں تھا ترجمہ کر کے خط کشیدہ کر دیا گیا ہے تاکہ یہ ترجمہ اصل متن سے علیحدہ نظر

آئے اور قارئین کو مطالعہ کرتے وقت آسانی رہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اس رسالے کے زیر نظر ایڈیشن کے ساتھ ہم "دعائے دفع وبائے طاعون" (اور دوسری متعدی اور وبائی بیماریوں کا علاج) کا اضافہ کر رہے ہیں یہ دعا اعلیٰ حضرت کے رسالہ لکھنے سے کئی سال پہلے طاعون کے طوفانی دور میں بطور وظیفہ پڑھی جایا کرتی تھی اور نہایت موثر ثابت ہوئی تھی۔ مگر بار بار چھپنے سے کئی اغلاط در آئی تھیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس پر نظرثانی کی' اس کے اغلاط کی تصحیح فرمائی اور "مخزن تحقیق ۱۳۱۵ھ" (مطبوعہ مطبع حنفیہ' بخشی محلّہ۔ پٹنہ۔ (انڈیا) میں ۱۳۲۲ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی ہم اپنے قارئین کے لئے یہ دعا بھی شریک اشاعت کر رہے ہیں تاکہ متعدی اور وبائی بیماریوں سے نجات حاصل ہو سکے۔

مرکزی مجلس رضا لاہور اس کتاب کی تیاری اور ترتیب میں فاضل نوجوان جناب حافظ محمد شاہد اقبال صاحب کی دلی طور پر ممنون ہے کہ انہوں نے پروف ریڈنگ ' عربی عبارات کے ترجمے اور دوسرے انداز نو کے مراحل طے کرنے میں بڑی محنت کی ہے ہم ان کی اس علمی کاوش پر سپاس گزار ہیں اور اپنے قارئین اور معاونین سے بھی دعائے خیر کی التجا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ :- از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس ولد مولوی محمد ادریس صاحب ۶ صفر ۱۳۲۵ھ علمائے شریعتِ محمدیہ کا مسائلِ ذیل میں کیا حکم ہے ؟

(۱) طاعون کے خوف سے مقامِ طاعون سے فرار کیسا ہے ؟

(۲) در صورتِ جوازِ فرار ' حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنی ہوں گے ؟

(۳) در صورتِ عدمِ جواز ' فرار عن الطاعون کس درجہ کی معصیت ہے کبیرہ یا صغیرہ ؟

(۴) گناہ صغیرہ یا کبیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے ؟

(۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

(۶) در صورتِ عدمِ جواز ' فرار عن الطاعون سے فرار کرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک ہی درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم ' زیادہ ؟

(۷) مسمّٰی ناقل طاعون سے فرار کو بمقابلۂ حدیث حرمت فرار عن الطاعون جائز ہی نہیں بلکہ بلا دلیل شرعی احسن سمجھتا ہے ' شرعاً وہ کیسا ہے ؟

(۸) بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جو خلافِ حدیث صحیح کے ہو ۔ کیا اصولِ احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہو گا ؟ قولی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی ؟

(۹) بخیال حفظ صحت بخوف طاعون ' طاعونی آبادی سے فرار کرکے اسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم و بیش ایک میل کے ایسے فاصلہ پر چلے جانا جو آبادی کی اکثر ضروریات کو پورا کرتا ہو ۔ جس کو "فِناء" کہتے ہیں ۔ کیا داخل فرار عن الطاعون ہو گا جس کی ممانعت و حرمت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع " باب مایذکر فی الطاعون " میں مروی ثابت ہے ۔ اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہو گا

تو کیوں ؟ جب کہ بخاری جلد رابع "باب اجر الصابر فی الطاعون" میں حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر و استقلال سے ٹھرا رہے تو اس کو اُجر شہید کا ہو گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث میں شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہے، نہ یہ کہ شہرِ طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے۔ کیونکہ اگر شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجرِ شہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا اور فناءمیں نماز جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائے شہر بھی شہر ہے۔ پس شہر میں خروج کرنا کیونکر داخل فرار ہو گا۔ کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ در فنا 'فنائے شہر' شہر ثابت ہو چکا ہے اور فحوائے حدیث عائشہ سے شہر کے اندر خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج داخل نہ ہو گا تو کیوں ؟ جب کہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پر فوراً قصر واجب ہو جاتا ہے جب کہ کتب فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اِطلاق محض عمارات پر ہوتا ہے، نہ کہ فنائے عمارات پر اور اس صورت میں حدیث عائشہ کا یہی مفہوم ہو گا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے۔ پس احدُالامرین کے اختیار کرنے سے دوسرے کا کیا جواب ہو گا؟ حدیث عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہو گا؟ صورت اول یا آخر۔ ہر ایک سوال کا جواب نمبروار مدلّل و مفصّل مع حوالہ کتب عنایت فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

☆......................☆......................☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

الحمد للہ الذی حمله للنجاة من البلا یا خیر ماعون والفضل الصلوٰۃ و السلام علی من جعلت شھادۃ امتہ فی الطعن و الطاعون ' وعلی الہ و صحبہ الذین ھم لاماناتھم و عھد ھم راعون 'فلایفرون اذا لاقوا وھم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون ' وللہ و رسولہ طواعون ' الی المعروف واعون ' وعن المنکر مناعون ۔

طاعون سے بھاگنا گناہِ کبیرہ ہے

طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے ' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں " **الفار من الطاعون کالفار من الزحف** "

ترجمہ :- طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا ۔

رواہ الا مام احمد بسند حسن ' والترمذی وقال حسن غریب ' وابن خزیمۃ ' وابن حبان فی صحیحیھما ' والبزار ' والطبرانی ' وعبد بن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح ' وابن سعد ' وابو یعلی ' والطبرانی فی الکبیر ' وفی الاو سط ' وابو نعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد وعن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالی عنہا

اور اللہ عز وجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے ۔

" **فقد باء بغضب من اللہ و ماواہ جھنم و بئس المصیر** "

ترجمہ :- " وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بری جائے بازگشت ہے " (پ ۹ ' الانفال ۸ آیت ۱۶)

امام ابن حجر مکی " **زواجر عن اقتراف الکبائر** " میں فرماتے ہیں " **التاسعۃ والتسعون بعد الثلث مائۃ الفرار من الطاعون** "

(گناہ نمبر ۳۹۹ طاعون سے بھاگنا ہے۔ ۱۲ م)

اسی میں بعد ذکر حدیث مذکور ۔تخریج ترمذی وابن حبان وغیرھما ہے۔

القصد بهذا التشبيه انما هو زجر الفار و التغليظ عليه حتی ولا يتم ذلك الا ان كان كبيرة كالفرار من الزحف

(ترجمہ :- "اس تشبیہ سے مقصود بھاگنے والے کو زجرو توبیخ اور اس پر سختی کرنا ہے ' تاکہ وہ باز آ جائے اور یہ مقصد اسی وقت پورا ہو گا جب کہ میدان جنگ سے بھاگنے کی طرح طاعون سے بھاگنا بھی گناہ کبیرہ ہو" (۱۲۔ م)

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں

" ضابطہ در وباء ہمیں ست کہ در انجا کہ ہست نباید رفت و از انجا کہ باشد نباید گریخت ' اگرچہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ کہ دروی زلزلہ شدہ یا اتش گرفتہ یا نشستن در زیرد یوارے کہ خم شدہ نزد غلبۂ ظن بہلاک آمدہ است ۔ اما د ر باب طاعون جز صبر نیامدہ گریختن تجویز نیافتہ و قیاس ایں بران مردود و فاسد ست کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی وبر ہر تقدیر گریختن از آنجا جائز نیست و ہیچ جا وارد نشدہ وہر کہ بگریزد عاصی و مرتکب کبیرہ و مردود ست ۔ نسأل اللہ العفو"

(ترجمہ :- وباء کے بارے میں ضابطہ یہی ہے کہ جہاں پھیلی ہوئی ہو وہاں نہیں جانا چاہئے اور جہاں موجود ہو وہاں سے بھاگنا نہیں چاہئے ۔ اگرچہ بعض جگہوں میں بھاگنا آیا ہے ۔ مثلاً وہ گھر کہ جس میں زلزلہ آیا ہو یا آگ لگ گئی ہو یا جھکی ہوئی دیوار کے نیچے ہلاکت کے غالب گمان کے وقت بیٹھنا ۔ لیکن طاعون کے بارے میں سوائے صبر کے نہیں آیا اور بھاگنے کو جائز قرار نہیں دیا ۔ اس مسئلے کو ان صورتوں پر قیاس کرنا مردود اور فاسد ہے ۔ کیونکہ وہ عادی اسباب ہیں اور یہ وہمی اسباب میں سے ہے ۔ بہر صورت طاعون کی جگہ سے بھاگنا جائز نہیں ہے ۔ اور کسی جگہ وارد نہیں ہوا جو شخص بھاگے گا گنہگار 'گناہ کبیرہ کا مرتکب اور مردود ہے ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں (۱۲ م)

شرح مشکوۃ علامہ طیبی میں زیر حدیث مذکور ہے

شبہ بہ ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرۃ

(ترجمہ :- طاعون سے بھاگنے کو گناہ کبیرہ ہونے کی حیثیت سے میدان جنگ سے بھاگنے سے تشبیہ دی ہے) (۱۲م)

شرح مئوطا میں ہے

قال ابن خزیمۃ انہ من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالی علیہا ان لم یعف

(ترجمہ :- ابن خزیمہ نے فرمایا کہ یہ ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ اگر اللہ تعالی نے معاف نہ فرمایا تو ان پر عذاب دے گا) (۱۲م)

صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ کر دیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ ہے

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

" لاصغیرۃ علی الاصرار "

ترجمہ :- کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے)

رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما

طاعون سے فرار کی ترغیب دینے والا

فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنے والے سے اشد وبال میں ہے۔ نفس گناہ میں احکام الہیہ سے معارضہ و مخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع، نہی عن المعروف و امر بالمنکر میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے

" المنافقون والمنافقات بعضھم من بعض یأمرون بالمنکر و ینھون عن المعروف " الی قولہ تعالی " و المؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر "

منافق مرد اور منافقہ عورتیں آپس میں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ (پ ۱۰ التوبہ ۹ آیت ۶۷ و ۷۱)

گناہ کبیرہ پر ابھارنے والا

گناہ گار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے۔ جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال ان سب پر اور ان کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ینقص ذالک من اجور هم شیئا و من دعا الی ضلا لة کان علیه من الاثم مثل اثام من تبعه لا ینقص ذالک من اثامهم شیئا

جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اس کی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ اور جو گمراہی کی طرف بلائے جتنے اس کے کہے پر چلیں سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔

فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے

رواہ الائمة احمد و الستة الا البخاری عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه

اور جب طاعون سی فرار کبیرہ ہے تو لوگوں کو اس کی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ اور دونوں فاسق ہیں اور غالبا اعلان بھی نقد وقت۔ اور فاسق **معلن** کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ **غنیه** میں ہے

لو قدموا فاسقا یأثمون

(اگر فاسق کو امام بنائیں تو گناہ گار ہوں گے) (۱۲۔م)

درالمختار میں ہے

فی تقدیمه للامامة تعظیمه و قد وجب علیهم اهانته شرعا فهو کا لمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا۔ والله تعالی اعلم

(ترجمہ:۔ کسی کو امامت کے لئے آگے کرنا اس کی تعظیم و عزت ہے اور گناہ گار کی

توہین شرعا واجب ہے ۔ وہ بدعتی کی طرح ہے ۔ بدعتی کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے بلکہ شرح منیہ میں ہے کہ ایسے شخص کی امامت کو جو کراہت کہا گیا ہے وہ کراہت تحریمی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم) (۱۲م)

طاعون سے بھاگنے والے کو اچھا سمجھنے والا

طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیح اس کی تحریم میں وارد ہیں تو اسے تفہیم کی جائے ' اور اگر دانستہ **حدیثوں** کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے ۔ شرح مؤطا للعلامتہ الزرقانی میں زیر حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارۂ طاعون ہے

فیہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لا نہ کان لمحضر جمع عظیم من الصحابتہ فلم یقولوا لعبد الرحمن انت واحد و انما یجب قبول خبر الکا فتہ ما اضل من قال بھذا واللہ تعالی یقول " ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا " وقرئی فتثبتوا فلو کان العدل اذا جاء بنباء تثبت فی خبرہ ولم ینفذ لا ستوی مع الفاسق وھذا خلاف القران " ام نجعل المتقین کا لفجار "

اس میں خبرواحد کے وجوب عمل ہونے پر قوی دلیل ہے

(ترجمہ :- اس حدیث میں اس امر پر قوی دلیل ہے کہ ایک شخص کی خبر پر عمل کرنا واجب ہے ' کیونکہ یہ واقعہ صحابۂ کرام کی عظیم جماعت کے سامنے تھا اور انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن کو یہ نہیں کہا کہ آپ تو ایک ہیں اور جس خبر کا قبول کرنا واجب ہے وہ وہی خبر ہے جو تمام صحابۂ کرام دیں ' جس شخص نے ایسی بات کی ہے وہ کتنا گمراہ ہے ؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :- " اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرو ' ایک قراءت میں ہے ثابت قدم رہو اور آگے عادل کی لائی ہوئی خبر بھی تحقیق طلب ہو اور نافذ نہ ہو تو عادل ' فاسق کے برابر ہو جائے گا اور یہ قرآن پاک کے خلاف ہے " ارشاد ربانی ہے : کیا ہم متقیوں کو فاسقوں کی طرح قرار دیں گے اسی طرح ابن عبدالبر نے بیان کیا ۔) (۱۲ ۔ م)

قول صحابی معتبر ہے

جس امر میں رائے و اجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل ' قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اس کے راوی یہی صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثر صحابی اس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہرے گا اور اسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا ' اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی صحابی کو اس کا ناسخ معلوم تھا اور اگر یہ خود اس کے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو انکی مخالفت اس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہ ڈالے گی۔ ورنہ حدیث ہی مرجح ہے۔ جیسا کہ غیر صحابہ کے قول و فعل پر مطلقاً ' جب تک حد اجماع کو نہ پہنچے۔ مسلم الثبوت میں ہے

روی الصحابی و حمل ظاہرًا علی غیرہ کتخصیص العام فللحنفیۃ علی ما حمل لان ترک الظاہر بلا موجب حرام فلا یترکہ الا بدلیل قطعا و لو ترک نصًّا مفسّرًا تعین علمہ بالنا سخ فیجب اتباعہ و ان عمل بخلاف خبرہ غیرہ فان کان صحابیا فللحنفیۃ ان کان مما یحتمل الخفاء لا یضر اولا فیقدح وان کان غیر الصحابی ولو اکثر الامۃ فالعمل بالخبر ' اھ مختصر۔

(ترجمہ :۔ صحابی نے حدیث روایت کی اور انہوں نے حدیث کو خلاف ظاہر پر محمول کیا مثلاً عام کو خاص کر دیا تو احناف کے نزدیک قول صحابی معتبر ہے کیونکہ ظاہر کا بغیر کسی سبب کے ترک کرنا حرام ہے تو یقینی بات ہے کہ صحابی نے ظاہر حدیث کو کسی دلیل کی بنا پر ہی ترک کیا ہو گا اور اگر صحابی نص مفسر کو ترک کر دیں تو ماننا پڑے گا کہ انہیں ناسخ کا علم ہے لہٰذا ان کی پیروی واجب ہے ' اگر صحابی نے کسی دوسرے صحابی کی روایت کے خلاف پر عمل کیا تو احناف کے نزدیک اگر وہ بات صحابی پر مخفی رہ سکتی ہے تو ان کی مخالفت حدیث کے مقبول ہونے کے لئے مضر نہیں ورنہ مضر ہو گی ' اور اگر ممانعت کرنے والے صحابی نہ ہوں تو اگرچہ وہ امت کے اکثر افراد ہی ہوں

حدیث پر ہی عمل کیا جائے گا۔) (۱۲۔ م)

اسی (مسلم الثبوت) میں ہے **الرازی منا والبردعی والبزدوی والسر خسی واتبا**

عهم قول الصحابی فیما یمکن فیہ الرأی ملحق بالسنۃ بغیرہ لاالمثلہ ونفاہ الکرخی و جماعۃ وفیما لایدرک بالرأی فعند اصحابنا اتفاق فلہ حکم الرفع اھ ملتقطا

(ترجمہ :- ہمارے ابوبکر رازی ' بردعی ' بزدوی ' سرخسی اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ جس مسئلے میں قیاس کیا جا سکتا ہو اس میں صحابی کا قول غیر صحابی کے لئے سنت کے ساتھ ملحق ہے ' لیکن دوسرے صحابی کے لئے اس درجہ میں نہیں ' امام کرخی اور ایک جماعت نے اس کی نفی کی ہے - (وہ کہتے ہیں کہ قول صحابی دوسرے مجتہد کے قول کی طرح ہے) اور جو مسئلہ قیاس سے معلوم نہ کیا جا سکے اس کے بارے میں ' ہمارے آئمہ کا اتفاق ہے کہ وہ حکم مرفوع میں ہے -) (۱۲ - م)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عبدالرحمٰن بن عوف کا ارشاد

یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کے لئے ہے اور حدیث طاعون اسی قبیل سے ہے - جس کا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا - جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیرالمؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راہ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے - صحابہ کرام میں پہلے مہاجرین عظام ' پھر انصار کرام ' پھر مشائخ قریش ' مہاجرین فتح مکہ کو بلا کر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی - مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم نہ تھا - نہ خود امیرالمؤمنین کے علم میں تھا - یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے ' انہوں نے آکر ارشاد والا بیان کیا اور اسی پر عمل کیا گیا -

یونہی صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد العشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو ' وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو ' معلوم نہ تھا - یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کے بچے ہیں - انہیں یہ حدیث سنائی - بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کرکے اس کا علم حاصل فرمایا۔

فقد اخرجا عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ انہ سمعہ یسئل اسامۃ بن زید ماذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی الطاعون فقال اسامۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرار منہ

(ترجمہ :- حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے سوال کرتے ہیں جو انہوں نے سنا کہ اسامہ بن زید سے سوال کیا گیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں کیا سنا ہے، تو اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون بیماری ہے جو بنی اسرائیل یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجی گئی۔ تو جب تم سنو ! کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب تم طاعون والی جگہ میں موجود ہو تو وہاں سے طاعون کی وجہ سے نہ بھاگو!
(۱۲ - م)

اور اس کے بعد خود اسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے۔ "**ای برسل ارسالا ثقۃ**" بروایت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح مسلم شریف میں بعد ذکر حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

وحدثنیہ وھب بن بقیۃ فذکر بسندہ عن ابراھیم بن سعد بن مالک عن ابیہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بنحو حدیثھم

(ترجمہ :- اور مجھے وہب بن بقیہ نے حدیث بیان کی۔ اس نے اپنی سند کا ذکر ابراہیم بن سعد بن مالک سے کیا ہے، انہوں نے اپنے والد انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے) (۱۲ م)

خلاف حدیث صحابہ سے مروی کیوں ہوا؟

تو دو ایک صحابہ سے جو اس کا خلاف مروی ہوا، اطلاع حدیث سے پہلے تھا۔ جیسے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ طاعون سے بہت خوف کرتے، لوگوں کو

متفرق ہو جانے کی رائے دی ۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ علم الناس با لحلال و الحرام و امام العلماء یوم القیام ہیں ' ان کا رد شدید کیا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ۔ اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تب وحی نے شدت سے رد کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منع فرمانا روایت کیا ۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً رجوع فرمائی اور انکی تصدیق کی ۔

اخرج ابن خزیمۃ فی صحیحہ عن عبدالرحمن بن غنم قال و قع الطاعون بالشام فقال عمر و بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ ان ھذا الطاعون رجس ففروا منہ فی الاودیۃ والشعاب فبلغ ذلک شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالی عنہ فغضب وقال کذب عمرو بن العاص لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و عمرو اضل من جمل اہلہ ان ھذا الطاعون دعوۃ نبیّکم و رحمۃ ربکم و وفاۃ الصالحین قبلکم ' الحدیث ۔

ولفظ ابن عساکر عن عبدالرحمن بن غنم قال کان عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ حین احس بالطاعون فرق فرقا شدیدا فقال یٰاَ یہا الناس تبددوا فی ھذا الشعاب و تفرقوا فانہ قد نزل بکم امرمن اللہ تعالی لا اراہ الا رجزا او الطوفان قال شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالی عنہ قد صاحبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وانت اضل من حمار اھلک قال عمرو رضی اللہ تعالی عنہ صدقت قال معاذ رضی اللہ تعالی عنہ لعمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کذبت لیس بالطوفان ۔ ولا بالرجز و لکنہا رحمۃ ربکم و دعوۃ نبیکم و قبض الصالحین قبلکم ' الحدیث

ورواہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الا ثار من حدیث شعبۃ عن یزید بن حمیر قال سمعت شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالی عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ ان الطاعون وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذالک شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالی عنہ فقال صحبت رسول اللہ تعالی

علیہ وسلم فـ جمعتہ تقول انھارحمتہ ربکم و دعوۃ نبیکم و موت الصالحین قبلکم فاجتمعوا لہ ولا تفرقوا علیہ فقال عمرو رضی اللہ تعالی عنہ لقد اسلمت وان امیر کم ھذا اضل من جمل اہلہ فانظروا مایقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا وقع بلارض وانتم بھا فلا تھر بوا فان الموت فی اعناقکم واذاکان بارض فلا تدخلوھا فانہ یحرق القلوب

(ترجمہ :- ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عبدالرحمٰن بن غنم سے اخراج کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا ' شام میں طاعون واقع ہوا ' تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیشک یہ طاعون گندگی ہے ' اس سے بھاگ چلو ! وادیوں اور گھاٹیوں میں ۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ غضبناک ہوئے اور فرمایا عمرو بن عاص نے جھوٹ کہا ہے ۔ میں اور حضرت عمرو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں تھے اور عمرو نے اپنے جملہ اہل کو غلط راہ پر لگایا ۔ بیشک یہ طاعون تمہارے نبی کی دعا ' اور تمہارے پروردگار کی رحمت اور تم سے پہلے صالحین کی وفات ہے ۔ الحدیث ۔) (۱۲ ۔ م)

(ابن عساکر کے لفظ یہ ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعون کی وباء محسوس کرتے تو سختی سے اس علاقے سے علیحدہ ہو جاتے ۔ فرماتے ' اے لوگو ! اس گھاٹی میں بکھر جاؤ اور جدا جدا ہو جاؤ ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم پر امر نازل فرمایا ہے ۔ میں اسے عذاب یا طوفان کے سوا کچھ نہیں سمجھتا ۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے ۔ اور آپ (اے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے گدھوں سے زیادہ بے راہ ہیں (یہ جملہ عرب میں محاورۃ استعمال ہوتا ہے) حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ سچ کہہ رہے ہیں ۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص سے فرمایا آپ نے جھوٹ کہا ہے ۔ طاعون نہ تو طوفان ہے اور نہ ہی عذاب ۔ لیکن یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے ' اور تمہارے نبی کی دعا

اور تم سے پہلے صالحین کی موت ہے۔ الحدیث) (۱۲۔م)

اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الاثار میں شعبہ کی حدیث یزید بن حمیر سے روایت کیا ہے' یزید نے کہا کہ میں نے حضرت شوحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ بیشک طاعون شام میں واقع ہوئی ہے اور اس سے علیحدہ ہو جاؤ کیونکہ وہ تو عذاب ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات پہنچی انہوں نے فرمایا...... تحقیق میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں تھا میں نے سنا آپ فرماتے تھے۔ بیشک یہ طاعون تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے' تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے صالحین (اولیاء) کی وفات ہے۔ تو تم اکٹھے رہو۔ متفرق نہ ہو جاؤ اس پر حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شرحبیل نے سچ کہا ہے۔ یہی حدیث ایک دوسرے طریق پر بھی روایت کی گئی ہے شہر بن حوشب سے انہوں نے کہا کہ (اس میں یہ الفاظ زائد ہیں) کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ کھڑے ہوئے فرمایا' اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اسلام قبول کیا اور بیشک تمہارے اس امیر نے اپنے تمام اہل کو بے راہ کر دیا ہے۔ غور و فکر کرو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب طاعون تمہاری زمین میں آجائے اور تم اس میں ہو' تو وہاں سے نہ بھاگو ! کیونکہ موت تمہاری گردنوں میں ہے۔ (یعنی موت تم سے بہت قریب ہے) اور اگر

تم طاعون کے علاقے میں نہیں ہو تو وہاں مت جاؤ کیونکہ وہ دلوں کو جلا دیتی ہے (م ۱۲)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا

بعض لوگ اسے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں۔ مگر امیر المؤمنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا۔ الٰہی میں اس تہمت سے تیری طرف برأت کرتا ہوں

امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ اللھم ان الناس...

زعموا انی فررت من الطاعون و انا ابرء الیک من ذالک ' ھنا ' مختصر ○

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا ' اس میں کوئی تخصیص شہر و بیرون شہر کی نہیں ' جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام احمد و امام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے ' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

طاعون سے بھاگنا حرام ہے

الفار من الطاعون کا لفار من الزحف و الصابر فیہ کالصابر فی الزحف

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد میں کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ جہاد میں صبرو استقلال کرنے والا۔

انہی کی دوسری روایت میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الفارمن الطاعون کالفار من الزحف و من صبر فیہ کان لہ اجر شھید

ترجمہ :- طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر کئے رہے ' اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

ام المومنین صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل پارۂ اول ' حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

" الفرا ر من الطاعون کالفرار من الزحف "

ترجمہ :- طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔

احمد کی دوسری روایت یوں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

" الطاعون غدة کغدة البعیر المقیم بھا کالشھید والفار منھا کا لفار من الزحف۔

ترجمہ :- " طاعون ایک گلٹی ہے ' جس طرح اونٹ کی وباء میں اس کے نکلتی ہے۔ جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کی مثل ہے اور اس سے بھاگ جانے والا جہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے "۔

مسند ابی یعلی کے الفاظ یوں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

وخزة تصیب امتی من اعدائھم من الجن کغدۃ الا بل من اقام علیھا کان مرا بطاو من اصیب بہ کان شھیدا والفار منہ کالفار من الزحف

" طاعون ایک کونچا ہے کہ میری امت کو ان کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گا ' جیسے اونٹ کی گلٹی ۔ جو مسلمان اس پر صبر کئے ٹھہرا رہے ' وہ ان میں سے ہو جو راہ خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اس میں مرے وہ شہید ' اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی مانند ہو "

معجم اوسط کی روایت یوں ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

الطاعون شھادۃ لامتی و وخز اعدائکم من الجن غدۃ کغدۃ البعیر تخرج فی الاباط والمراق من مات فیہ مات شھیدا ومن اقام فیہ کان کا لمرابط فی سبیل اللہ و من فر منہ کان کا لفار من الزحف

طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے وہ شہید مرے اور جو ٹھہرا رہے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد ' اقامت کرنے والے کی مانند ہو اور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے والے کی مثل ہو

اقول ۔ اولا ' ان تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کئے ' ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے ۔ شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں تو جو نقل و حرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہو گی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں ' وہ بلاشبہ اس وعید و تہدید کے نیچے داخل ہے ۔

ثانیا :۔ حدیث ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا مروی ۔ صحیح بخاری شریف ' مسند امام احمد رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ میں بسند صحیح برشرط بخاری و مسلم ' برجال بخاری ' جلد ششم آخر ' صفحہ ۲۵۱ و اول ۲۵۲ میں یوں ہے

حدثنا عبدالصمد ثنا داوود یعنی ابن ابی الفرات ثنا عبداللہ بن بریدۃ عن یحیی بن یعمر عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ

وسلم عن الطاعون فاخبرنی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم انه کان عذابا یبعثه الله تعالی علی من یشاء فجعله رحمة للمؤمنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیته صابر ا محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ما کتب الله الا کان له مثل اجر الشهید

"یعنی ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ، بھیجتا اور اس امت کے لئے اسے رحمت کر دیا ہے تو جو شخص زمانۂ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کئے طلب ثواب کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھ دیا ہے۔ اس کے لئے شہید کا ثواب ہے"

اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔

ثالثا :- ذرا غور کیجئے تو اس حدیث (اور حدیث) بخاری میں اصلا اختلاف نہیں۔ صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں۔

لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلده صابرا

(جو بندہ طاعون کے زمانہ میں صبر کے ساتھ اپنے شہر میں ٹھہرا رہے (۱۲ - م)

اور ذکر بنی اسرائیل میں " **لیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیته صابرا محتسبا** "

(ترجمہ :- جو آدمی زمانۂ طاعون میں اپنے گھر میں صبر اور احتساب کئے ٹھہرا رہے (۱۲ - م)

اور مسند (احمد) کی اس روایت میں " **لیس من رجل یقع الطاعون فیمث فی بیته صابرا محتسبا** "

(ترجمہ :- جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبر اور طلب ثواب کے لیے ٹھہرا رہے) (۱۲ - م)

اور بداہتہ معلوم ہے کہ مطلقاً روئے زمین سے کس جگہ وقوع طاعون مراد نہیں؟ تو حدیث بخاری میں فی بلده اور حدیث احمد میں فی بیته بر سبیل تنازع ۔ یمکث و یقع دونوں سے متعلق ہیں

امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

قولہ' فی بلدہ مما تنازع الفضلان فیہ اعنی قولہ یقع و قولہ فیمکث

تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے۔ اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اسی طرف رجوع کرگیا کہ طاعون سے نہ بھاگے شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہ ممنوع نہیں' اگر کوئی ظالم' جبار' شہر میں **ظلماً** اس کی گرفتاری کو آیا اور یہ اس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز **مواخذہ** نہیں اگرچہ **زمانۂ طاعون** ہی کا ہو۔ کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا' بلکہ ظلم ظالم سے۔ اور اللہ عز وجل نیت کو جانتا ہے۔ ولہٰذا حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ میں ارشاد ہوا " **اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ** " نہ کہ " منھا۔ اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت **تامہ شیخین** میں اس کے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی ہے " **فلا تخرجوا منھا فرارا منہ** " لا جرم شرح صحیح مسلم میں ہے۔

اتفقوا علی جواز الخروج لشغل و غرض غیر الفرار و دلیلہ صریح الاحادیث

(کسی کام اور غرض کی خاطر ارضی طاعون سے نکلنے پر سب کا اتفاق ہے نہ کہ فرار عن الطاعون ہو۔ اور اس کی دلیل صریح احادیث ہیں) (۱۲۔ م)

اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا اور جب مطمح نظر فرار عن الطاعون ہے' نہ عن البلد۔ تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ' اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج' محض بیکار ہے۔ طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل و حرکت ہو سب زیر نہی ہے۔ اگرچہ مضافات ہو' خواہ فنا' خواہ شہر کی شہر میں۔

وباء طاعون کے لئے کہاں کہاں بھاگے گا؟

رابعاً:۔ نظر کیجئے تو خود یہی حدیث " **فیمکث فی بلدہ** " محلات شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابا فرما رہی ہے اس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے' بلکہ صاف ارشاد ہوا " **فیمکث فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لایصیبہ الا ما کتب اللہ لہ** " اپنے شہر میں تین وصفوں کیساتھ ٹھہرے۔ اول' صبر واستقلال' دوم' تسلیم و تفویض

و رضا بالقضاء پر طلب ثواب ' سوم ' یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی ۔ اب اس کے حال کا اندازہ کیجئے ' جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہو ' اور وہ اس کے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا ۔ کیا اسے ثابت قدم 'و صابر ' و مستقل ' و راضی بالقضا کہا جائے گا ؟ وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا ؟ شہر میں اس کا قیام صبر و رضا کے لئے نہیں ' بلکہ اس لئے کہ یہ کنارۂ شہر ہنوز محفوظ ہے ۔ کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا ۔ اب اگر بیرون شہر جا کر پڑا ' اور وہاں بھی وباء پہنچی ' وہ مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری بستی میں دم لے گا ۔ پھر صابرا شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وباء پہنچی تو وہ مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری بستی میں دم لے گا ۔ پھر صابرا محتسبا کہاں صادق آیا ؟

طاعون سے بھاگنا ' میدان جہاد سے بھاگنا ہے

خامسا : ۔ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرار عن الطاعون کو جس کا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اسی کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر ' کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ' ضرور ہو گا ۔ بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار ' اگر معرکہ سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپیں ضرور عار ' فرار نقد وقت ہو گی کہ میدان کار زار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے منہ موڑا ۔ نص قرآنی اس پر دلیل صریح ہے ' ۔

قال اللہ عزو جل 'ان الذین تو لوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم ○ وقال جل من قائل ' ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المئومنین ○اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعو کم فی اخراکم فاثابکم غما بغم ○ الایہ ۔

معالم میں ہے ۔

قراً عبدالرحمن السلمی و الحسن و القتادۃ " تصعدون " بفتح التا والعین والقراۃ المعروفۃ بضم التا و کسر العین والا صعاد السیر فی مستوی الارض والصعود الا

رتفاع فی الجبال والسطوح و کلتا القرأتین صواب فقد کان یومئذ من المنهرمن مصعد وصاعد ' اھ باختصار

(ترجمہ :- بیشک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں ' انہیں شیطان نے ہی لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث ' اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرمایا دیا ' بیشک اللہ (تعالیٰ) بخشنے والا ،حلم والا ہے) (کنز الایمان پ ۴ ال عمران ۳ آیت ۱۵۵)

(ترجمہ :- " اور بیشک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے ۔ جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکارتے تھے تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا) " (کنز الایمان ۴ ال عمران ۳ آیت ۱۵۲)

طاعون سے نہ بھاگنے کی حکمت

سادسا :- جن حکمتوں کی بناء پر حکیم ' کریم ' رؤف ' رحیم علیہ و علی آلہ الصلوۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ' ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے ' بیمار ضائع رہ جائیں گے ' ان کا نہ کوئی تیمار دار ہو گا ' اور نہ خبر گیراں ۔ پھر جو مریں گے ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا ؟ جس طرح خود آجکل ہمارے شہر اور گرد و نواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا ' بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی ' تو معاذ اللہ یہی بے بسی ' بیکسی ان کے مریضوں ' میتوں کو بھی گھیرتی ۔ جسے شرع قطعا حرام فرماتی ہے ۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے " لاتخرجوا فرارا منہ " فانہ فرار من القدر و لئلا یضیع المرضی لعدم من یتعھدھم والموتی لعدم من یجھز ھم

(ترجمہ :- طاعون سے نہ بھاگو ! کیونکہ طاعون سے بھاگنا تقدیر الہٰی سے بھاگنا ہے ۔ تاکہ تمہارے مریض صحیح دیکھ بھال اور تمہارے مردے تجہیز و تکفین نہ ہونے کی بناء پر ضائع نہ ہو جائیں ۔) (۱۲ ۔ م)

اسی طرح زرقانی شرح مؤطا میں ہے۔ جسے عینی شرح بخاری میں بھی نقل کر کے مقرر رکھا، ظاہر ہے کہ یہ علت جس طرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے، یوں ہی بیرون شہر جا پڑنے، بلکہ محلّۂ مریضاں چھوڑ کر محلّۂ صحیحاں میں جا بسنے میں بھی ہے۔ تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقاً نقل وحرکت حرام ہے۔

ہر وباء کا حکم

نیز یہ موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وباء کا یہی حکم ہے۔ ولہذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں فرمایا

"آنچہ در احادیث مذکور شدہ و ہو گریختن ازاں و بیرون **تعیین** رفتن از شہرے کہ واقع شدہ باشد دراں نہی کردہ و وعید نمودہ و تشبیہ الفرار از زحف دادہ و برصبر بران بشہادت حکم کردہ، مراد وباؤ موت عام و مرض عام است و مخصوص بہ آنچہ اطباء **تعیین** نمودہ اندنیست ولہذا در احادیث بلفظ وباء و موت عام مذکورہ شدہ و اگر چہ بلفظ طاعون نیز واقع شدہ اما مراد معنی وباء ست و غلط کردہ ہر کہ طاعون را بر مصطلح اطباء حمل کردہ و درغیرآں فرار مباح داشتہ و اگر فرضا بر ہمی معنی محمول باشد فردے از وباء خواہد بود نہ مخصوص باآں وایں قائل و آں احادیث راکہ دروی لفظ وباء موت عام واقع شدہ چہ خواہد گفت۔ نسئل اللہ العافیۃ۔

(ترجمہ:- وہ جو احادیث میں مذکور ہوا اور جس شہر میں وباء واقع ہوئی ہو، اس سے باہر جانے اور بھاگنے سے ممانعت و وعید فرمائی، اور اسے میدان جنگ سے بھاگنے سے تشبیہ دی۔ اور اس پر صبر کرنے پر شہادت کا حکم دیا۔ اس سے مراد وباء اور عام موت اور عام مرض ہے۔ اطباء نے جسے طاعون قرار دیا ہے اس کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اسی لئے احادیث میں اس کا ذکر لفظ وباء اور موت عام سے ہوا ہے۔ لیکن مراد وباء والا معنی ہے۔ جس نے طاعون کو اطباء کی اصطلاح پر محمول کیا ہے اور اس کے ماسوا سے بھاگنے کو جائز قرار دیا ہے اس نے غلطی کی ہے اور اگر بالفرض اسی معنی پر محمول ہو تو طاعون وباء کا ایک فرد ہو گی، یہ نہیں کہ حکم اس کے ساتھ خاص ہو گا، جن احادیث میں لفظ وباء اور عام موت کا ذکر آتا ہے یہ قائل ان کے بارے

میں کیا کہے گا ؟ ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کی دعا مانگتے ہیں ۔) (۱۲ مترجم)

وباء سے بھاگنے کی رائے دینی خیر خواہی نہیں

امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات میں ابو مسیّب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا

" **اتانی جبریل بالحمی و الطاعون فامسکت الحمی بالمدینۃ وارسلت الطاعون الی الشام فالطاعون شھادۃ لامتی و رحمۃ بھم و رجس علی الکافرین** "

" میرے پاس جبریل امین علیہ **الصلوٰۃ والتسلیم** بخار اور طاعون لے کر حاضر ہوئے ۔ میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا ۔ اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا ۔ تو طاعون میری امت کے لئے شہادت و رحمت اور کافروں پر عذاب و نقمت ہے "

صدیق اکبر کا عہد و پیمان لینا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے لہٰذا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ جو لشکر ملک شام کو راونہ فرماتے اس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت و عہد و پیمان لیتے ۔ ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا ۔

امام مسدد استاد امام بخاری و مسلم اپنی مسند میں ابو السفر سے روایت کرتے ہیں

" **قال کان ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اذا بعث الی الشام بایعھم علی الطعن و الطاعون** "

اللہ و رسول سے زیادہ کوئی خیر خواہ نہیں

یہاں سے خوب ثابت و ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیر خواہ نہیں بد خواہ ہے اور **طبیبوں** ، ڈاکٹروں کا اس میں صبرو استقلال سے منع کرنا خیر و اصلاح کے خلاف ، باطل راہ ہے ۔ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لئے رحمت بھیجا ۔ اور مسلمانوں پر

بالتخصیص رؤف ، رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے " **ارحم امتی بامتی ابوبکر** " حدیث میں آیا یعنی وہ رأفت و رحمت میری امت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں ، اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں ۔ کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے ؟ اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہ امت ہیں ۔ کیوں اس سے بھاگنے کا عہد و پیمان لیتے ؟

امت کے بدخواہ

معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقتہ امت کے بد خواہ اور الٹی مت سمجھانے والے ہیں ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ جیسے کوئی بد عقل ، بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت ، استاد کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگنے کی ترغیب دے ۔ وہ اپنے خیال باطل میں اسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے ۔

مع ۔ " دوستی بے خرداں دشمنی ست " (کم عقلوں کی دوستی بھی دشمنی ہے)

بدنصیب وہ بچہ ہے کہ اس کے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید و تہدید خیال میں نہ لائے ، بلکہ انصافا یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے ۔ مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب واکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹی ، وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا ضروری نہیں ، بلکہ باذنہ تعالیٰ محفوظ والوں ہی کا شمار زائد ہوتا ہے ۔

آگ و زلزلے پر قیاس باطل ہے

ولہذا آگ اور زلزے پر اس کا قیاس باطل اور " **ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة** " کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے ، کہ ان میں ہلاک غالب ہے ۔ جیسا کہ کلام حضرت شیخ محقق قدس سرہ سے گزرا اور سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیر خواہی امت ہے **معاذ اللہ** مضرت رساں خیال کیا جائے اور اس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے

ع :- ببیں کہ آ کہ بریدی و باکہ پیوستی ! **ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**

طریقہ سلف صالحین

والہٰذا سلف صالح کا داب یہی رہا کہ طاعون میں صبر و استقلال سے کام لیتے ۔ امام ابو عمر بن عبدالبر فرماتے ہیں **لم یبلغنی عن احد من حملۃ العلم انہ فرمنہ الا ما ذکر المدائنی ان علی بن زید بن جدعان هرب منہ ای السیالۃ فکان یجمع کل جمعۃ ویرجع فاذا رجع صاحوا بہ فر من الطاعون فطعن فمات السیالۃ**

یعنی ، مجھے کسی عالم کی نسبت یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو ، مگر وہ جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جدعان طاعون میں شہر سے بھاگ کر سیالہ کو چلے گئے تھے ۔ ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے ، طاعون سے بھاگا ہے ۔ آخر سیالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو کر مرے ۔

یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علماء سے نہ تھے ۔ امام سفیان بن عیینہ ، و امام حماد بن زید ، و امام احمد بن حنبل ، وامام یحییٰ بن سعید ، و امام یحییٰ بن معین ، و امام بخاری ، و امام ابو حاتم ، و امام ابن خزیمہ ، و امام **عجلی** ، و دار قطنی و غیر ھم عامۃ جرح و تعدیل نے ان کی **تضعیف** کی ۔ اور مذھب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے عجلی نے کہا شیعی تھے ۔ بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا ۔ پھر اس کا یہ فعل زمانۂ سلامت عقل و صحت و حواس کا بھی نہ تھا ۔ آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی ۔ امام شعبہ بن حجاج نے فرمایا " **حدثنا علی قبل ان یختلط** "

فسوی نے کہا " اختلط فی کبرہ " پھر ہر جمعہ کو نماز کے لئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھ کر پلٹ جانا دلیل واضح ہے کہ سیالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا ۔ تو ثابت ہوا کہ مضافات

شہر میں چلا جانا بھی اسی فرار حرام میں داخل ہے۔ جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون و انگشت نما ہوا۔ ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں تابعین و تبع تابعین ہی تھے غل پڑ جاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

طاعون کی نیت سے جانا بھی حرام

تنبیہ نبیہ

جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اس کے لئے نیت، حفظ، صحت کا عذر محض جہالت، کہ جو بھاگے گا اسی نیت سے بھاگے گا، یہ نیت جواز کو کافی ہوتی تو بھاگنا جائز ہوتا۔ نہ کہ حرام فرمایا۔ یونہی جب دوسری جگہ طاعون ہو تو خاص طاعون کے قصد و عزم سے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے۔ احادیث صحیحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی۔ پہلے میں تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے، تو دوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہار توکل محض سفاہت ہے۔ توکل معارضہ اسباب کا نام نہیں۔ امام اجل ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

الاقدام علیہ تعرض للبلاء و لعلہ لایصبر علیہ و ربما کان فیہ ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فمنع ذلک لاغترار النفس و دعواها مالا تثبت علیہ عند التحقیق

اس قدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں

ہمارے علماء کی تحقیق

اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس کے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا دوسری جگہ سے اس میں جانا **فی نفسہ** کیسا ہے؟ اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بجائے خود حرام نہیں مگر یہ "نظر بہ بیش بینی" یہاں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کامل الانسان ہے "**لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا**" کی بشاشت و نورانیت اس کے دل کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر طاعونی شہر

میں کسی کام کو جائے اور مبتلا ہو جائے تو اسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوں کہ ناحق آیا ' کہ بلا نے لے لیا - یا کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ گزرے گا کہ خوب ہوا - جو اس بلا سے نکل آیا -

خلاصہ یہ کہ اس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کی زمانے میں ہوتا تو اسے خالص اجازت ہے - اپنے کاموں کو آئے ' جائے ' جو چاہے کرے ' کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے ' نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہو اسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے - لہٰذا کراہت ہے -

وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اور اس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ -

اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تد خلوھا واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا

(ترجمہ :- اور جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو ! (کہ وہاں طاعون ہے) تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم وہاں پر موجود ہو تو نہ نکلو) رواہ الشیخان

یا ایک حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ " **فاذا سمعتم بہ فی ارض فلاتدخلوھا - رواہ الطبرانی فی الکبیر** " (اور جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو (وہاں طاعون ہے) تو نہ داخل ہو) -

یا حدیث عکرمۃ بن خالد المخزومی عن ابیہ او عن عمہ عن جدہ رضی اللہ تعالی عنہ

" **اذا وقع الطاعون فی ارض وانتم بھا فلا تخر جوا منھا وان کنتم بغیر ھا فلا تقد موا علیھا - رواہ احمد ' والطحاوی ' والطبرانی ' والبغوی ' و ابن قانع** "

(ترجمہ :- حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب کسی جگہ طاعون واقع ہو - اور تم وہاں پر موجود ہو تو اس زمین سے نہ نکلو اور اگر تم وہاں نہ ہو تو طاعون والے علاقے میں نہ آؤ) (۱۲ مترجم)

یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار و مقابلہ سے مقید نہ کی جائیں

بناء علی ماحقق الا مام ابن الہمام ان المطلق لا یحمل علی المقید و ان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الیہ ضرورۃ کما فی الفتح

تو ان کا محمل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق اس بناء پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور احکام کی بناء اکثر و غالب پر ہے

درمختار میں ہے

خرج من بلدۃ بھا الطاعون فان علم ان کل شئی بقدر اللہ تعالی فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لو خرج نجا ولو خرج ابتلی بہ کرہ لہ ذلک فلا یدخل ولا یخرج صیانۃ لا عتقادہ علیہ حمل النہی فی الحدیث الشریف' مجمع الفتاوی

(جب کوئی شخص طاعون والے شہر سے اس نیت سے نکلتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت ہے تو اس کے نکلنے اور داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ۔ یعنی کوئی گناہ نہیں اور اگر اس کی نیت و اعتقاد یہ ہو کہ اگر شہر طاعون سے نکلنے گا تو بچ جائے گا یا اگر وہ نکلے گا تو طاعون میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسا اعتقاد رکھنا مکروہ ہے ۔ اسے چاہئے کہ اس اعتقاد سے بچنے کے لئے کسی، طاعون والے شہر سے نہ نکلے اور نہ اس میں داخل ہو ۔ مجمع الفتاوی کی حدیث شریف کو نہی پر محمول کرتے ہوئے (۱۲ م)

اسی طرح فتاوی ظہیریہ میں ہے

وتمام تحقیقہ فی علقناہ علی ردالمحتار

(اس بارے میں تمام تحقیق ہم نے ردالمختار میں تعلیق کی ہے ۔) (۱۲ ۔ م)

واللہ تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

کتب عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

دعائے دفع وبائے طاعون

(متعدی اور وبائی بیماریاں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ○ حضرات یہ بات معلوم ہو کہ آج کل ہمارے مسلمان بھائی مذہبی محبت اور اتباع سنت نبوی سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور اعلانیہ خدا اور رسول کے ساتھ بغاوت کا جھنڈا بلند کر لیتے ہیں وہ نمازوں کو ترک کرتے ہیں' غیبت اور جھوٹ کو اپنا لیتے ہیں حسد اور کینہ زندگی کا طریقہ بنا لیتے ہیں' **بدمعاملگی** ان کی زندگی کا حسن بن گیا ہے' ہمدردی اور صلہ رحمی سے محروم ہو گئے ہیں' پھر قیامت یہ کہ گناہ اور جھوٹ پر اصرار کرتے ہیں ہم نے جب مسلمانوں میں یہ خرابیاں اور برائیاں دیکھیں تو خداوند تعالٰی کے عذاب سے کانپنے لگے ۔ اللہ تعالٰی نے ہماری نافرمانیوں کے باوجود اپنے کرم سے پے در پے اطلاع نامے اور قاصد بھیجے' ہر خاص و عام کو ان نافرمانیوں کے نتائج سے آگاہ کیا مگر افسوس ! صد افسوس ! ہم نے ان کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور بدستور خواب غفلت میں سوتے رہے' ہم اس غفلت کی گہری نیند کے درمیان کروٹ بھی نہ لیتے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند سال سے طاعونی بلا سارے ہندوستان میں مسلط ہے اور موت کا کھیل کھیل رہی ہے ۔ یہ وباء شہر بہ شہر' قریہ بہ قریہ پھیلی ہوئی ہے خدا تعالٰی بحرمت سرور انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تمام مومنین اور مومنات کو اس کے خونخوار پنجوں سے بچائے ۔ آمین ! ثم آمین !

ان نازک حالات میں ہم تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ نیک اعمال پر کمربستہ ہو جائیں خواہ یہ اعمال بدنی ہوں یا مالی' آج جس قدر مصائب کے انبار ہم پر ٹوٹ رہے ہیں ہمارے گناہوں کی ایک ہلکی سی سزا ہے ۔ اللہ تعالٰی نے ہمیں آگاہ کیا ہے "کوئی مصیبت تم پر نہیں آتی جب تک تمہارے ہاتھ اس مصیبت کو دعوت نہیں دیتے اس

کے باوجود اللہ تعالٰی تم کو معاف کرتا ہے اور بہت سے گناہوں سے درگزر کرتا ہے"
ان نازک حالات میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ تمام فرض نمازوں کے بعد اپنے پروردگار سے خشوع و خضوع کے ساتھ دیر تک دعائیں مانگا کریں ' ایمان والوں کے ساتھ مل کر دعائیں مانگنا زیادہ موثر ہوتا ہے اور یہ ہی مومن کا ایک ہتھیار ہے ' حدیث پاک میں آیا ہے **الدعا سلاح المومن** آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اکثر مسلمان بھائی جو اپنے آپ کو لکھا پڑھا تصور کرتے ہیں مساجد میں جمع ہو کر نمازیں بھی پڑھتے ہیں مگر نمازوں کے بعد اللہ سے دعا مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلانا کسر شان اور حقیر جانتے ہیں ' بعض دیدہ دلیر تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں دعا کی کیا ضرورت نماز تو خود ہی دعا ہے۔"

؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ معمولی کتابوں پر بھی نظر نہیں ڈالتے ' سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جامع ترمذی میں موجود ہے "کہ تقدیر معلق کو دنیا کی کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا ' اور عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی مگر نیکی " ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا "کہ جو شخص بے پروائی اور غرور سے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ نہیں پھیلاتا اللہ تعالٰی اس پر غضب نازل فرماتا ہے " صحاح اور حدیث کی معتبر کتابوں میں متواتر احادیث موجود ہیں جو دعا کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں ہماری موجودہ تعلیم اور معاشرتی انداز نے نیکیوں کے دروازے بند کر دیئے ہیں ۔ اہل اللہ پر طعن تشنیع ہوتی ہے ' اہل علم کا مذاق اڑایا جاتا ہے سود کھانے کو درست سمجھا جاتا ہے ' زکوٰۃ دینے سے اجتناب کیا جاتا ہے اور حج نہ کرنے کے کئی بہانے تراش لئے جاتے ہیں ان حالات میں ہم خود بخود طرح طرح کے عذابوں اور وباؤں کو دعوت دیتے ہیں ۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کے مصداق بن گئے ہیں " ایک وقت آئے گا کہ اسلام کا صرف نام ہی نام رہ جائے گا۔"

برادران ملت خدا کے لئے اپنے گناہوں سے توبہ کریں ' خدا اور رسول کے احکام کی پابندی کریں اور صدق دل سے یہ دعا پڑھتے رہیں تاکہ آپ پر طاعون اور دوسری وبائیں نہ ٹوٹ پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الْعِظَامِ یَا مُھَیْمِنُ یَا عَزِیْزُ یَا مُؤْمِنُ
خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ یَا خَالِقُ یَا رَازِقُ یَا دَآئِمُ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ
یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ یَا جَبَّارُ یَا غَفَّارُ یَا سَتَّارُ
خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ یَا ذَا النِّعْمَۃِ السَّابِغَۃِ یَا ذَا الْکَرَامَۃِ الظَّاھِرَۃِ یَا ذَا الْحُجَّۃِ
الْبَالِغَۃِ النَّاطِقَۃِ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ
اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ یَا مَلِکًا لَّا یَرَامُ یَا عَزِیْزًا لَّا یُضَامُ یَا قَیُّوْمًا
لَّا یَنَامُ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ یَا قَآئِمًا لَّا یَزُوْلُ یَا عَالِمًا لَّا یَنْسٰی یَا بَاقِیًا لَّا یَفْنٰی خَلِّصْنَا مِنَ
الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ یَا حَیًّا
لَّا یَمُوْتُ یَا صَمَدًا لَّا یُطْعَمُ یَا غَنِیًّا لَّا یَفْتَقِرُ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ
وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ یَا اَرْحَمُ مِنْ کُلِّ رَحِیْمٍ
یَا اَعْلَمُ مِنْ کُلِّ عَلِیْمٍ یَا اَحْکَمُ مِنْ کُلِّ حَکِیْمٍ یَا اَقْدَمُ مِنْ کُلِّ قَدِیْمٍ
یَا اَعْظَمُ مِنْ کُلِّ عَظِیْمٍ یَا اَکْرَمُ مِنْ کُلِّ کَرِیْمٍ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ
وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ یَا مَنْ ھُوَ فِیْ
سُلْطَانِہٖ قَوِیًّا یَا مَنْ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ قَدِیْمًا یَا مَنْ ھُوَ فِیْ عِزَّتِہٖ لَطِیْفٌ

يَا مَنْ هُوَ فِي لُطْفِهٖ شَرِيْفٌ يَا مَنْ هُوَ فِي عِلْمِهٖ مُحِيْطٌ يَا مَنْ هُوَ فِي مُلْكِهٖ
غَنِيٌّ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ يَا اَللهُ يَا اَللهُ يَا اَللهُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ يَا مَنْ هُوَ اِلَيْهِ يَذْهَبُ الْعَاصُوْنَ يَا مَنْ هُوَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلُ
الْمُتَوَكِّلُوْنَ يَا مَنْ هُوَ اِلَيْهِ يَرْغَبُ الرَّاغِبُوْنَ يَا مَنْ هُوَ اِلَيْهِ يَلْجَأُ
الْمُلْتَجِئُوْنَ يَا مَنْ هُوَ اِلَيْهِ يَفْتَقِرُ الْمُذْنِبُوْنَ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ
وَالْوَبَآءِ يَا اَللهُ يَا اَللهُ يَا اَللهُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَسْئَلُكَ
بِاَسْمَآئِكَ الْعِظَامِ يَا عَالِمُ يَا قَآئِمُ يَا حَاكِمُ يَا غَفُوْرُ يَا
شَكُوْرُ يَا صَبُوْرُ يَا وَدُوْدُ يَا رَؤُفُ يَا غَيُوْرُ يَا قُدُّوْسُ يَا قَدِيْمُ
يَا قَيُّوْمُ يَا سَمِيْعُ يَا رَفِيْعُ يَا بَدِيْعُ يَا وَاسِعُ يَا مُقْسِطُ يَا حَفِيْظُ
يَا مُقِيْتُ يَا مُجِيْبُ يَا مُغِيْثُ يَا مُحْيِيْ يَا مُمِيْتُ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ
وَالْوَبَآءِ يَا اَللهُ يَا اَللهُ يَا اَللهُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ يَا خَالِقَ النُّوْرِ
يَا نُوْرَ كُلِّ نُوْرٍ يَا نُوْرًا فَوْقَ كُلِّ نُوْرٍ يَا نُوْرًا فِيْ كُلِّ نُوْرٍ يَا نُوْرًا اَعْلٰى
كُلِّ نُوْرٍ يَا نُوْرًا مَعَ كُلِّ نُوْرٍ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ يَا اَللهُ
يَا اَللهُ يَا اَللهُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ يَا مَنْ هُوَ قَوْلُهٗ فَصْلٌ يَا
مَنْ هُوَ ذِكْرُهٗ حُلْوٌ يَا مَنْ هُوَ اُنْسُهٗ لَذِيْذٌ يَا مَنْ هُوَ مُلْكُهٗ
قَدِيْمٌ يَا مَنْ هُوَ فِعْلُهٗ لَطِيْفٌ يَا مَنْ هُوَ عَطَاؤُهٗ شَرِيْفٌ
يَا مَنْ هُوَ اَمْرُهٗ حَكِيْمٌ يَا مَنْ هُوَ عَذَابُهٗ عَدْلٌ خَلِّصْنَا
مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ يَا اَللهُ يَا اَللهُ يَا اَللهُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ يَا مَنْ هُوَ فِي الْقُبُوْرِ فَضْلُهٗ وَقَضَاؤُهٗ يَا مَنْ هُوَ فِي
الْقِيٰمَةِ حُكْمُهٗ يَا مَنْ هُوَ فِي الْمَوْقِفِ هَيْبَتُهٗ يَا مَنْ هُوَ فِي النَّارِ
عَذَابُهٗ يَا مَنْ هُوَ فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ

وَالْوَبَآءِ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ الْاَمَانُ
وَاَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ يَا مَنْ
هُوَ اَنْتَ الَّذِيْ نَجَّيْتَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّارِ
فَجَعَلْتَهَا عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا يَا مَنْ هُوَ اَنْتَ الَّذِيْ كَشَفْتَ
الضُّرَّ عَنْ اَيُّوْبَ وَوَهَبَ لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِهٖ وَذِكْرٰى لِلْعَابِدِيْنَ يَا مَنْ هُوَ اَنْتَ الَّذِيْ خَلَّصْتَ
يُوْنُسَ مِنَ الْبَطْنِ اِذْ نَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ
اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ يَا مَنْ هُوَ اَنْتَ الَّذِيْ سَمِعْتَ بِنِدَاءِ
زَكَرِيَّا وَوَهَبْتَ لَهٗ فِي الْكِبَرِ غُلَامًا زَكِيًّا يَا مَنْ هُوَ
اَنْتَ الَّذِيْ مَنَنْتَ عَلٰى مُوْسٰى وَهَارُوْنَ وَنَجَّيْتَهُمَا وَقَوْمَهُمَا
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ يَا مَنْ هُوَ اَنْتَ الَّذِيْ اَخْرَجْتَ يُوْسُفَ
مِنَ الْجُبِّ وَالسِّجْنِ يَا مَنْ هُوَ اَنْتَ الَّذِيْ رَدَدْتَّ عَلٰى يَعْقُوْبَ
بَصَرَهٗ بَعْدَ اَنِ ابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ يَا مَنْ هُوَ اَنْتَ الَّذِيْ تُنَجِّيْنَا
مِنْ شَرِّ الْوَبَآءِ وَاٰفَةِ الدُّنْيَا وَتُجِيْرُنَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ
تُنْقِذُنَا مِنْ سُؤَالِ الْقِيَامَةِ وَتُسَلِّمُنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَتُدْخِلُنَا
الْجَنَّةَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَادِرُ وَنَحْنُ الْمَقْدُوْرُوْنَ وَاَنْتَ الْقَوِيُّ
وَنَحْنُ الضُّعَفَآءُ وَاَنْتَ الْمَالِكُ وَنَحْنُ الْمَمْلُوْكُوْنَ وَاَنْتَ
الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ وَنَحْنُ الْخَاطِئُوْنَ
وَاَنْتَ الْبَاقِيْ وَنَحْنُ الْفَانُوْنَ وَاَنْتَ الْمُعْطِيْ وَنَحْنُ السَّآئِلُوْنَ
وَاَنْتَ الْبَاعِثُ وَنَحْنُ الْمَبْعُوْثُوْنَ وَاَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

ونحن عبادك سوف نموت أجرنا من النار بعفوك
وأدخلنا الجنة وارزقنا النظر إلى وجهك الكريم
في الآخرة بكرمك واصرف عنا البلاء والوباء والطاعون
في الدنيا بفضلك واغفر لنا ولآبائنا وأمهاتنا وأولادنا
وأزواجنا وذرياتنا ولأستاذينا ولجميع المؤمنين
والمؤمنات عامة إنك على كل شيء قدير و
بالإجابة جدير برحمتك يا أرحم الراحمين
وصلى الله على سيدنا محمد وآله يا حي يا قيوم
يا قديم يا عليم بحق بسم الله الرحمن الرحيم الحمد
لله رب العالمين ۝ الرحمن الرحيم ۝ ملك يوم
الدين ۝ إياك نعبد وإياك نستعين ۝ اهدنا
الصراط المستقيم ۝ صراط الذين أنعمت عليهم غير
المغضوب عليهم ولا الضالين ۝ آمين ۝ وننزل من
القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ۝ وصلى الله
تعالى على خير خلقه محمد وآله الطيبين الطاهرين
اللهم سلمنا وسلم ديننا وسلم المسلمين
برحمتك يا أرحم الراحمين